8918 - نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کے وجوب پر دلائل

سوال

میں ایك نیا مسلمان ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مسلمان شخص کے لیے فرضی نماز مسجد میں ادا کرنا افضل ہے، اور اس کی دلیل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر اور اس کی تعریف کرتے ہیں جس نے آپ کو اسلام میں داخل ہونے کا شرف بخشا، یہ ایسی عظیم نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر کیا جائے وہ بھی کم ہے.

دوم:

مسلمان کو یہ جاننا ضروری ہے کہ نماز اسلام کا سب سے عظیم عملی رکن ہے، اور مسلمان و کافر کے مابین یہی حد فاصل ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں آیا ہے:

جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" آدمی اور شرک و کفر کے مابین حد نماز کا ترک کرنا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (82).

سوم:

نماز باجماعت کے حکم میں فقہاء کرام کے کئی ایك اقوال ہیں:

ان میں سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ: نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے، اور شرعی دلائل بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں.

عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، اوزاعی، ابو ثور رحمہم کا قول یہی ہے اور امام احمد کا ظاہرمذہب یہی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے " المختصر المزنی " میں بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

" میں بغیر کسی عذر کے نماز باجماعت ترك کرنے کی رخصت نہیں دیتا "

شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے.

اس کے وجوب پر درج ذیل دلائل دلالت کرتے ہیں:

1 ـ فرمان باری تعالی ہے:

جب آپ ان میں ہوں اور ان کے لیے نماز کھڑی کو تو چاہیے کہ ان کی ایك جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور آپ کے ساتھ نماز ادا کرے النساء (102).

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

خوف کی حالت میں جماعت کرانے کے متعلق اللہ تعالی کا یہ حکم اس کی دلیل ہے کہ حالت امن تو زیادہ واجب ہے.

دیکھیں: الاوسط (4 / 135).

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس آیت سے استدلال کئی ایك وجوہ کی بنا پر ہے:

پہلی وجہ:

اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں باجماعت نماز پڑھانے کا حکم دیا، پھر اللہ تعالی نے دوسرے گروہ کے بارہ میں بھی دوبارہ یہی حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اور چاہیے کہ دوسرا گروہ جس نے نماز ادا نہیں کی آئے اور آپ کے ساتھ نماز ادا کرے.

اس میں دلیل ہے کہ جب اللہ تعالی نے پہلے گروہ کے اس فعل کی ادائیگی کی بنا پر دوسرے گروہ سے اسے ساقط نہیں کیا تو یہ فرض عین ہونے کی دلیل ہے.

اور اگر نماز باجماعت ادا کرنا سنت ہوتی تو سب عذروں میں سے خوف کی عذر کی بنا پر یہ بالاولی ساقط ہوتی، اور

اگر فرض کفایہ ہوتی تو پھر پہلے گروہ کی ادائيگی کی بنا پر ساقط ہو جاتی، لہذا اس آيت ميں نماز باجماعت فرض ہونے کی دليل پائی جاتی ہے، جو کہ تين وجوہات کی بنا پر ہے:

پہلی: پہلے اللہ تعالی نے اس کا حکم ديا، اور پھر دوبارہ حکم ديا، اور حالت خوف ميں بھی اسے ترك کرنے کی رخصت نہيں دی.

ديکھيں کتاب: الصلاۃ و حکم تارکھا (137 - 138).

2 - فرمان باری تعالی ہے:

اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ ادا کرتے رہو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو البقرۃ (43).

اس آيت سے وجہ استدلال يہ ہے کہ: اللہ سبحانہ وتعالی نے رکوع کرنے کا حکم ديا اور يہ نماز ہے، جسے رکوع سے تعبير اس ليے کيا کيونکہ نماز کے ارکان ميں سے ہے، اور نماز کو اس کے ارکان اور واجبات سے تعبير کيا جا سکتا ہے، جيسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے سجود، اور قرآن اورتسبيح کا نام ديا ہے تو پھر ارشاد ربانی رکوع کرنے والوں کے ساتھ کا کوئی اور فائدہ ہونا چاہيے اور يہ نمازيوں کی جماعت کے ساتھ کے علاوہ کچھ نہيں ہو سکتا، اور معيت اس کا فائدہ ديتی ہے.

جب يہ ثابت ہو گيا تو امر صفت يا حال کے ساتھ مقيد ہے، جب تك اس صفت يا حالت کے مطابق نہيں کيا جاتا اس پر عمل نہيں ہو گا؛ اگر يہ کہا جائے کہ يہ اس فرمان باری تعالی سے ختم ہو جاتا ہے:

اے مريم تو اپنے رب کی اطاعت کر اور سجدہ کراور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر آل عمران (43).

عورت پر نماز باجماعت ادا کرنا واجب نہيں، کہا گيا ہے کہ: يہ آيت ہر عورت کے ليے نہيں بلکہ مريم کو يہ خاص حکم ديا گيا، بخلاف اس فرمان ہے:

اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو.

مريم کو وہ خاصيت حاصل تھی جو دوسری عورتوں کو نہيں؛ کيونکہ ان کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ اللہ تعالی اور اس کی عبادت کے ليے آزاد ہے اور مسجد ميں ہی رہے گی، وہاں سے نہيں نکلے گی، لہذا حکم ديا گيا کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ نماز ادا کرے، اور جب اللہ تعالی نے سب عورتوں پر اسے چن ليا اور پاك کيا تو اسے اپنی طاعت کا حکم ديا جو باقی عورتوں کے علاوہ صرف اس کے ساتھ ہی خاص تھا.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم یقینا اللہ تعالی نے تجھے چن اور پاك کیا اور جہان کی عورتوں پر چن لیا، اے مریم اپنے رب کی اطاعت کر اور سجد کر، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر آل عمران (42 - 43).

اگر یہ کہا جائے کہ: رکوع کرنے والوں کےساتھ رکوع کریں یہ ان کی رکوع کی حالت میں ان کے ساتھ رکوع کرنے کے وجوب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جس طرح انہوں نے کیا اسی طرح کا عمل کرنے پر دلالت کرتا، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو اور سچائی اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہو جاؤ التوبۃ (119).

چنانچہ معیت فعل میں مشارکت کا تقاضا کرتی ہے، اس سے اس میں مقارنہ لازم نہیں آتا.

اس کا جواب یہ ہے کہ: حقیقت میں مابعد کی ماقبل کے ساتھ مصاحبت ہو تو معیت ہوتی ہے، اور یہ مصاحبت مشارکت سے زائد امر کا فائدہ دیتی ہے، اور خاص کر نماز میں.

اور اگر یہ کہا جائے کہ: جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو، یا میں نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی، تو اس سے ان کا جماعت میں اکٹھے ہونے کے علاوہ کچھ اور ثابت نہیں ہوتا.

دیکھیں: الصلاۃ و حکم تارکھا (139 - 141).

3 - ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا کہ ایندھن جمع کرنے کا حکم دوں اور وہ جمع ہو جائے تو پھر میں نماز کے لیے اذان کا حکم دوں اور پھر کسی شخص کو لوگوں کی امامت کرانے کا حکم دوں اور پھر میں ان مردوں کے پیچھے جاؤں اور انہیں گھروں سمیت جلا ڈالوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اسے موٹی سے گوشت والی ہڈی حاصل ہو گی، یا پھر اسے اچھے سے دو پائے کے کھر حاصل ہونگے تو وہ عشاء کی نماز میں حاضر ہوں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (618) صحیح مسلم حدیث نمبر (651).

العرق: ہڈی.

المرماۃ: بکری کے پائے میں دونوں کھروں کے درمیان گوشت.

الظلف: کھر.

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" منافقين كے ليے سب سے بھارى عشاء اور فجر كى نماز ہے، اگر انہيں علم ہو كہ اس ميں كيا (اجروثواب) ہے تو وہ اس كے ليے ضرور آئيں چاہے گھسٹ كر آئيں، اور ميں نے ارادہ كيا ہے كہ نماز كى اقامت كا حكم دوں پھر ايك شخص كو نماز پڑھانے كا حكم دوں، اور پھر اپنے ساتھ كچھ آدمى ليكر جاؤں جن كے ساتھ لكڑيوں كا ايندھن ہو اور جو لوگ نماز كے ليے نہيں آئے انہيں گھروں سميت جلا كر راكھ كر دوں "

صحيح بخارى حديث نمبر (626) صحيح مسلم حديث نمبر (651).

ابن منذر رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا نماز سے پيچھے رہنے والے لوگوں كے گھروں كو جلانے كا اہتمام كرنا نماز باجماعت واجب ہونے كا سب سے بڑا بيان ہے، كيونكہ يہ جائز نہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كسى مندوب اور اس چيز سے پيچھے رہنے والے كو جلا كر راكھ كريں جو فرض نہيں.

ديكھيں: الاوسط (4 / 134).

صنعانى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

يہ حديث نماز باجماعت فرض ہونے كى دليل ہے نہ كہ فرض كفايہ كى كيونكہ فرض كفايہ كى صورت ميں جب كچھ لوگ ادا كرليں تو دوسرے سزا كے مستحق نہيں ٹھرتے، اور كسى واجب اور فرض فعل كو ترك كرنے يا پھر حرام فعل كو سرانجام دينے والے كو ہى سزا ہوتى ہے.

ديكھيں: سبل السلام (2 / 18 - 19).

4 - ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ سے بيان كيا ہے كہ:

" ايك نابينا (يہ ابن ام مكتوم رضى اللہ تعالى عنہ تھے) شخص نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آيا اور عرض كى: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم مجھے مسجد تك لانے كے ليے كوئى شخص نہيں، انہوں نے گھر ميں نماز ادا كرنے كى رخصت طلب كى، چنانچہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے اپنے گھر ميں نماز ادا كرنے كى رخصت دے دى، اور جب وہ جانے كے ليے پلٹا تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے بلايا اور فرمانے لگے:

كيا تم نماز كے ليے اذان سنتے ہو ؟ تو اس نے جواب ديا: جى ہاں تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: پھر آيا كرو "

اور ابو داود حديث نمبر (552) اور ابن ماجہ حديث نمبر (782) كے الفاظ يہ ہيں:

" تيرے ليے رخصت نہيں "

امام نووى رحمہ اللہ تعالى نے اس حديث كى سند كے بارہ ميں صحيح يا حسن كہا ہے.

ديكھيں: المجموع (4 / 164).

ابن منذر رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

جب نابينا شخص كو رخصت نہيں، تو پھر آنكھوں والے شخص كو بالاولى رخصت نہيں ہو گى.

ديكھيں: الاوسط (4 / 134).

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

جب نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے نابينا شخص جسے مسجد ميں لانے كے ليے كوئى دوسرا شخص نہ تھا رخصت نہيں دى تو پھر اس كے علاوہ كسى دوسرے كے ليے بالاولى رخصت نہيں.

ديكھيں: المغنى قدامہ (2 / 3).

5 - ابن مسعود رضى اللہ تعالى كہتے ہيں:

(جسے يہ بات اچھى لگتى ہے كہ وہ كل اللہ تعالى كو مسلمان ہو كر ملے تو اسے يہ نمازيں وہاں ادا كرنے كا التزام كرنا چاہيے جہاں اذان ہوتى ہے، كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى نے تمہارى نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے ليے سنن الھدى مشروع كيں، اور يہ سنن الھدى ميں سے ہيں، اگر اپنے گھر ميں پيچھے رہنے والے شخص كى طرح تم بھى اپنے گھروں ميں نماز كرو تو تم نے اپنے نبى كى سنت كو ترك كر ديا، اور اگر تم اپنے نبى كى سنت ترك كرو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، جو شخص بھى اچھى طرح وضوء كر كے ان مساجد ميں سے كسى ايك مسجد جائے تو ہر قدم كے بدلے اللہ تعالى ايك نيكى لكھتا اور ايك درجہ بلند كرتا، اور اس كى بنا پر ايك برائى كو مٹاتا ہے، ہم نے ديكھا كہ منافق جس كا نفاق معلوم ہوتا وہى اس سے پيچھے رہتا، ايك شخص كو لايا جاتا اور وہ دو آدميوں كے درميان سہارا لے كر آتا اور اسے صف ميں كھڑا كر ديا جاتا)

اور ايك روايت كے الفاظ ہيں:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہميں سنن الھدى كى تعليم دى اور جس مسجد ميں اذان ہوتى ہے وہاں نماز ادا

کرنا سنن ھدی میں شامل ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (654).

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

وجہ دلالت یہ ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت سے پیچھے رہنے کو ان مفافقین کی علامت قرار دیا جن کا نفاق معلوم ہو؛ اور کسی مستحب فعل کا ترک اور کسی مکروہ فعل کو سرانجام دینا نفاق کی علامت نہیں.

اور جو شخص سنت میں علامات نفاق تلاش کرے تو اسے یہ علامات کسی فریضہ کے ترک کرنے، یا پھر کسی حرام فعل کے ارتکاب میں ملیں گی، اور اس معنی کی تاکید اس طرح فرمائی:

" جسے یہ اچھا لگتا ہے کہ وہ کل اللہ تعالی کو مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان نمازوں کی ادائیگی وہاں کرے جہاں اذان ہوتی ہے "

اور اسے ترک کر کے گھر میں نماز ادا کرنے والے کو پچھے رہنے والا اور سنت کے تارک کا نام دیا، یہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ طریقہ ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمل پیرا تھے، اور ان کی وہ شریعت ہے جو انہوں نے اپنی امت کے لیے مشروع کی.

اس سے وہ سنت مراد نہیں کہ جو چاہے اس پر عمل کرلے، اور جو چاہے اسے ترک کردے؛ اور اگر وہ اسے ترک کردے توگمراہ نہیں ہوگا، اور نہ ہی یہ نفاق ی علامات میں شامل ہوں، جیسا کہ چاشت کی نماز، اور قیام اللیل، اور سوموار اور جمعرات کا روزہ ترک کرنا.

دیکھیں: الصلاۃ و حکم تارکھا صفحہ (146 - 147).

6 - اجماع صحابہ:

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

صحابہ کرام کا اجماع ہم اس کی نصوص بیان کرتے ہیں:

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کا قول گزر چکا ہے کہ: ہم دیکھتے تھے کہ اس سے پیچھے رہنے والا صرف معلوم نفاق والا منافق ہی ہوتا.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

جس نے اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے اسے قبول نہ کیا یعنی نماز کے لیے نہ آیا تو اس کی نماز ہی نہیں.

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

جس نے اذان سنی اور بغیر عذر کے اسے قبول نہ کیا یعنی نماز کے لیے نہ آیا تو اس کی نماز ہی نہیں.

علی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

مسجد کے پڑوسی کی مسجد کے علاوہ کہیں نماز ہی نہیں ہوتی، ان سے کہا گیا: مسجد کا پڑوسی کون ہے ؟

تو انہوں نے جواب دیا: جس نے اذن سنی.

حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں:

جس نے اذان سنی اور بغیر کسی عذر کے نماز کے لیے نہ آیا تو اس کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی.

علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے:

مسجد کے پڑوسیوں میں سے جس نے بھی اذان سنی اور وہ صحیح و تندرست ہو تو بغیر کسی عذر کے اس کی نماز نہیں.

الصلاۃ و حکم تارکھا (153).

دلائل تو بہت ہیں لیکن ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں، مزید تفصیل کے لیے آپ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی کتاب: " الصلاۃ و حکم تارکھا " کا مطالعہ کر سکتے ہیں، اس میں بہت تفصیل اور فوائد ہیں.

اور اس کے علاوہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کا " وجوب اداء الصلاۃ فی جماعۃ " کے موضوع پر رسالہ بھی مفید ہے.

واللہ اعلم .